قیامِ رمضان

(نمازِ تراویح کی مشروعیت اور تعداد کا تحقیقی جائزہ)

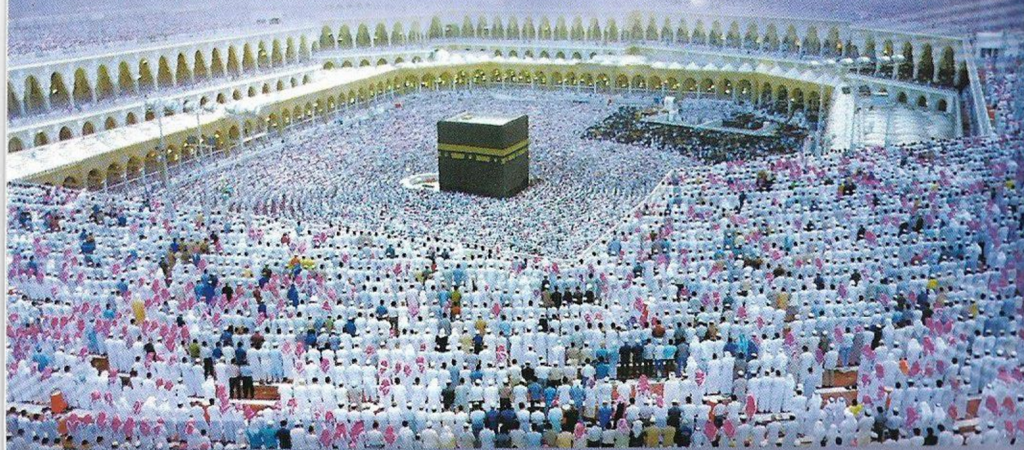

شاہد حمید گِل

منہاج القرآن پبلیکیشنز

دیگر کتب

(1) پُرنور بندے
(2) تراویح بیس یا آٹھ؟
(3) کیا عورت مرد سے کم تر ہے؟
(4) عرقِ حیات (شاعری)

(5) **Qaseedah Burdah** (English Translation)
(6) **Qaseedah Burdah** (Urdu Translation)
(7) **Grip to Grasp** (Spoken English)
(8) **Essence of Life** (Poetry)
(9) **Easiness to English** (English to Urdu)
(10) **Easiness to English** (Urdu to English)

منہاج القرآن پبلیکیشنز

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38- اُردو بازار لاہور۔ فون: 7237695
365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 042-5168514 , UAN:111-140-140
فیکس: 5168184, www.minhaj.biz, e-mail : sales@minhaj.biz

قیامِ رمضان

(تراویح کی مشروعیت اور تعداد کا تحقیقی جائزہ)

مؤلف

شاہد حمید گل

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	قیامِ رمضان
مؤلف	شاہد حمید گل
خصوصی رہنمائی	مفتی عبد القیوم ہزاروی مدظلہ العالی
کمپوزنگ	محمد نواز قادری (منہاجین)
اشاعت اوّل	۲۰۰۰....۱۱۰۰
اشاعت ثانی	۲۰۰۵....۱۱۰۰
مطبع	منہاج القرآن پرنٹرز
قیمت:	-/50روپے

انتساب

میں اپنی اس حقیر سی کاوش کو

☆ اپنے والدین، جنہوں نے مجھے حصولِ علم دین کی نیک راہ پر لگایا،

☆ قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی، جنہوں نے قلب و ذہن کو انقلابِ مصطفوی کی فکر سے آشنائی عطا کی اور

☆ اپنے اساتذہ کرام بالخصوص مفتی عبد القیوم ہزاروی مفتی اعظم ادارہ منہاج القرآن، جن کی روحانی پرورش سے مجھے یہ مقام نصیب ہوا، کے نام کرتا ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزمحترم شاہدحمیدگِل، منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی میں سالِ ششم کے ہونہار طالب علم ہیں۔ ذہن رسا اور ذوقِ مطالعہ کی خوبی سے مالا مال ہیں۔ اردو میں ''توحید ''پر ایک کتاب اورانگلش سپیکنگ پرانگریزی اردومیں 305 صفحات کی شاندار کتاب '' GRIP TO GRASP''لکھ چکے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب انہوں نے دوران اسباق مسئلہ تراویح پر مرتب کی ہے ۔ کئی علمی اساسی مأخذ کو پیش نظر رکھ کر اس مسئلہ پر تحقیق و استدلال کی کامیاب کوشش کی۔ اس مسئلہ پر یہ کتابچہ بہت مفید اور مدلل ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین۔

بحرمۃ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ اکمل الصلوات و اجمل التسلیم۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی

مقدمہ

بہت سے لوگ ابھی تک اس کشمکش کا شکار ہیں کہ آیا نمازِ تراویح کی رکعات بیس (20) ہیں یا آٹھ (8)۔ تو اس کی بنیادی وجہ یہ کہ جب ہمارے کچھ بھائی آٹھ (8) رکعات نمازِ تراویح پڑھتے ہیں تو دوسرے لوگ بھی انہیں دیکھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ آٹھ رکعات نمازِ تراویح پڑھنا بھی درست ہے ۔ دوسری بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے وہ دوست جو ایسا کرتے ہیں انہیں قرآن وسنت کی روشنی میں مکمل طور پر اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں کہ آیا نمازِ تراویح کی رکعات بیس ہیں یا آٹھ۔ الحمد اللہ! میں نے اس ذہنی کشمکش کو دور کرنے کے لئے اپنی حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس کتاب کے ذریعے لوگوں تک نمازِ تراویح کی رکعات کا صحیح تصورِ پیش کیا جاسکے۔ اس کتاب میں قرآن و حدیث کی روشنی اور اسلاف کے اقوال سے جامع اور مفصل گفتگو کی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی شخص کے ذہن میں نمازِ تراویح کی صحیح تعداد کے بارے میں کوئی ابہام نہیں رہے گا۔

کتاب کے اس دوسرے ایڈیشن میں مزید بہتری لائی گئی ہے۔ میں قارئین سے ملتمس ہوں کہ اگر کتاب میں کہیں ایسا تحقیق واستدلال کا عنصر نظر آئے جوقرآن وسنت سے متضاد ہوتو میری کم فہمی سمجھ کے درگزر کردیا جائے۔اور میری اصلاح کردی جائے۔

شاہد حمید گل

نمبر شمار	فہرست	صفحہ
۱	مقدمہ	۵
۲	باب اول — تراویح کیا ہے	۹
۳	لغوی تعریف	۱۰
۴	اصطلاحی تعریف	۱۰
۵	ترویحہ کا مطلب	۱۰
۶	سنت تراویح کب ہوئی؟	۱۱
۷	وقت التراویح	۱۱
۸	تراویح کی ترغیب	۱۲
۹	تراویح کی حالت	۱۵
۱۰	الف۔ نمازِ تراویح کی نیت	۱۵
۱۱	ب۔ تراویح کی رکعات	۱۶
۱۲	بیس تراویح پر اعتراضات اور جوابات	۱۷
۱۳	قرأت کی مقدار	۲۱
۱۴	مفرد یا جماعت کے ساتھ ادا کرنا	۲۲
۱۵	تراویح کی قضاء	۲۳
۱۶	تراویح کی تعداد اور علماء کے اقوال	۲۵
۱۷	امام ابن عبد البرؒ	۲۷

نمبر شمار	فہرست	صفحہ
۱۸	امام غزالیؒ	۲۸
۱۹	قطب ربانی سیدنا عبد القادر جیلانیؒ	۲۷
۲۰	امام ابن قدامہ حنبلیؒ	۲۷
۲۱	علامہ سبکیؒ	۲۸
۲۲	امام نوویؒ	۲۸
۲۳	علامہ ابن تیمیہؒ	۲۸
۲۴	علامہ عینیؒ	۲۸
۲۵	علامہ شیخ ابن حجر عسقلانیؒ	۲۹
۲۶	امام عبد الوہاب شعرانیؒ	۲۹
۲۷	علامہ شامیؒ	۲۹
۲۸	تراویح کے فوائد اور بیس رکعات کی حکمت	۳۰
۲۹	باب دوم — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نمازِ تراویح	۳۱
۳۰	صورت حال	۳۲
۳۱	نمازِ تراویح کی رکعات کی تعداد	۳۴
۳۲	باب سوم — حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق کے دور میں نمازِ تراویح	۴۲
۳۳	تراویح کی حالت	۴۵
۳۴	تراویح کی تعداد	۴۶

نمبر شمار	فہرست	صفحہ
۳۵	خلفاء راشدین کا عمل سنت ہے	۴۷
۳۶	طریقہ کار	۵۲
۳۷	اقوال العلماء	۵۳
۳۸	خلاصہ	۵۴
۳۹	باب چہارم حضرت عثمانِ غنیؓ کے دور میں نمازِ تراویح	۵۶
۴۰	الف۔ صورتِ حال	۵۷
۴۱	ب۔ تعداد رکعات	۵۷
۴۲	ج۔ طریقہ	۵۷
۴۳	باب پنجم حضرت علیؓ کے دور میں نمازِ تراویح	۵۸
۴۴	الف۔ صورت حال	۵۹
۴۵	ب۔ تعداد رکعات	۵۹
۴۶	اہم بات	۵۹
۴۷	اطراف الآیات	۶۲
۴۸	اطراف الاحادیث	۶۲
۴۹	اعلام و بلاد	۶۴
۵۰	کتابیات	۶۸

باب اول

تراویح کیا ہے؟

لغوی تعریف

لغت میں تراویح ''ترویحہ'' کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ایک بار آرام کرنا جیسے کہا جاتا ہے۔

اراح اللّٰہ تعالیٰ العبد ای ادخلہ فی الراحۃ.

اور اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے۔ ''اراح الرجل'' بمعنی استراحۃ یعنی اس شخص نے آرام کیا۔

اصطلاحی تعریف

اصطلاح میں تراویح کا مطلب صرف رمضان کے مہینے میں رات کو عشاء کی نماز کے فوری بعد یعنی فرضوں کے فوری بعد جو مخصوص نماز ادا کی جاتی ہے اسے تراویح کہتے ہیں۔ (۱)

ترویحہ کا مطلب

ترویحہ سے مراد امام اور مقتدیوں کا چار رکعت ادا کرنے کے بعد آرام کرنا ہے۔ اور یہ چار رکعت دو دو کر کے ادا کی جاتی ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت میں آتا ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ یصلی اربع رکعات فی اللیل ثم یتروح. (۲)

''حضور نبی اکرم ﷺ رات کو چار رکعت ادا کرنے کے بعد آرام کرتے تھے''

امام بیہقیؒ نے کہا کہ یہ راحت حاصل کرنے میں دلیل ہے۔

---

(۱) اوجز المسالک الی مؤطا الامام مالک، ۲: ۲۹۳

(۲) بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۴۹۷

امام بیہقیؒ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نماز تراویح میں ترویحہ کی مقدار کے بارے میں سنن کبری میں روایت نقل کی ہے۔

کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یروحنا فی رمضان قدر ما یذهب الرجل من المسجد الی الجبل سلع (۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان کے مہینے میں چار رکعات کے بعد آرام کیلئے اتنا وقفہ دیتے تھے جتنا کہ کوئی آدمی مسجد نبوی سے چل کر کوہ سلع تک پہنچ جاتا ہے۔

سنت تراویح کب مقرر ہوئی؟

یہ ہجری کے آخری سال میں شروع ہوئی کیونکہ کسی روایت میں اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کے ادا کرنے کا ذکر نہیں آتا کہ آپ ﷺ نے دوبارہ کبھی نماز تراویح ادا کی ہو اور نہ ہی آپ ﷺ سے اس کے بارے میں کوئی سوال ثابت ہے اور یہ حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی مبارک کا آخر سال ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اگر یہ آپ ﷺ کی زندگی کا آخری سال نہ ہوتا تو آپ ﷺ آئندہ سال بھی نماز تراویح ادا کرتے یا اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی سوال ضرور اٹھتا اور اس کے متعلق ضرور کچھ بیان کیا جاتا۔ (۲)

وقت التراویح

امام رافعیؒ کہتے ہیں نماز عشاء کی فراغت کے بعد تراویح کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ شوافع کہتے ہیں کہ نماز عشاء سے لے کر تہجد تک اس کا وقت ہے یعنی طلوع فجر تک اس کا وقت رہتا ہے اور عام اہل علم کا یہی قول ہے۔ اسماعیل زاہد اور بعض اہل علم نے کہا کہ ساری رات اس کا وقت ہوتا ہے یعنی عشاء سے پہلے یا بعد میں بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ بہت کمزور قول ہے۔

---

(۱) بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۴۹۷

(۲) قلیوبی وعمیرہ، ۱: ۲۱۶

تراویح کی ترغیب

الحدیث الاول

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال كان رسول الله ﷺ يرغب في قيام رمضان من غير أن يأمرهم فيه بعزيمة .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے صراحۃ نہیں کہتے تھے (یعنی حکم نہیں دیتے تھے)۔

مثلاً فرماتے:

من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه وفی روایة صحیحة روی و ماتأخر

جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور ایک صحیح روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ اس کے پچھلے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔

الحدیث الثانی

و عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله فرض علیکم صیام رمضان و سنت لکم قیامة فمن قامه ایمانًا و احتسابًا غفرله ما تقدم من ذنبه. رواه الدار قطنی

''انہی سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ'' بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیئے اور میں نے اس کا قیام تمہارے

لئے سنت کر دیا۔ پس جس نے ایمان اور نیت ثواب سے اس کا قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔''

الحدیث الثالث

و عنه رضی الله تعالی عنه ان رسول الله ﷺ ذکر رمضان بفضله علی الشهور فقال من قام رمضان ایمان و احتسابا خرج من ذنبه کیوم ولدته امه.

انہی سے یہ بھی روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان میں ایمان اور نیت ثواب کے ساتھ قیام کیا وہ اس دن کی طرح اپنے گناہوں سے نکل گیا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔

گزشتہ حدیث کی شرح

(قام رمضان) سے مراد ہے کہ رمضان کی راتوں کو نماز میں قیام کیا۔ اس سے مراد صرف مطلق کھڑا ہونا تھوڑا ہو یا زیادہ مراد نہیں جیسے کہ کہا گیا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں کثرت سے عبادت کی جائے تاکہ ساری رات ہی نماز تلاوت، ذکر اور تسبیح وغیرہ پر مشتمل ہو جائے اور چونکہ نماز میں تلاوت، ذکر اور تسبیح ہے اس کا تقاضا ہے کہ مسلمان زیادہ رکعات کی صورت میں قیام کریں تاکہ اگر ساری رات قیام پر مشتمل نہیں ہوسکتی تو کم ازکم زیادہ حصہ اس پر مشتمل ہو اور یہ مراد ''من قام رمضان'' کے مبارک الفاظ سے سمجھی جارہی ہے کیونکہ اصول فقہ (Jurisprudence) میں یہ قاعدہ متعین ہے کہ جب ظرف منصوب ہو تو حرف جر کے حذف (Omit) کرنے سے وہ ظرف مفعول بہ کے قائم ہو جاتا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ فعل تمام ظرف کو شامل ہو ہاں کوئی اگر دلیل (Contention) تخصیص کرے تو الگ بات ہے۔ بخلاف اس صورت کے جب ظرف حرف جر کی وجہ سے مجرور ہو تو پھر فعل بعض ظرف پر مشتمل ہوتا ہے

کل پر نہیں اور ہر وہ آدمی جسے علم اصول فقہ کا ادراک حاصل ہے وہ ''قام اللیل'' ''صام رمضان'' اور قام فی اللیل قام فی رمضان کا فرق پہچانتا ہے۔

یہاں جب یہ بات ثابت ہوگئی تو مقصود یہ ہوگا کہ تمام رات اطاعت میں گزر جائے اور یہ بات عقلاً وشرعاً ناممکن ہے عقلاً اس لئے کہ انسان ایک سے زیادہ مرتبہ نیا وضو کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے تو اطاعت اور عبادت کا سلسلہ ختم ہو شرعاً اس لئے کہ شارع علیہ السلام نے سحری کھانے کو مستحب قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی عبادت میں انقطاع ہوا اور علم اصول کے قواعد کے بھی مطابقت یہی ہے کہ مقصود یہاں یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ عبادت پر مشتمل ہو اور یہ آٹھ رکعت سے نہیں ہوسکتا اسی لئے اہل مکہ چار رکعت کے بعد طواف کرتے تھے کیونکہ طواف عبادت ہے اور اہل مدینہ الگ الگ طواف کی جگہ نماز پڑھتے تھے اور وہ ہر چار تراویح کے بعد چار نوافل پڑھ لیتے تھے۔

(ایماناً و احتساباً) خطابی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت اور طلب ثواب کے لئے اور صدق نیت سے دکھلاوے کے لئے نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ رمضان میں روزے رکھے ایمان کے ساتھ اور شوق ثواب سے، خوش دلی کے ساتھ تنگ ہو کر نہیں ۔نہ تو راتوں میں کمی کرے اور نہ دن تک اس سلسلہ کو لمبا کرے اور جس روایت میں (ماتأخر) آتا ہے یہ ثقہ راوی کی طرف سے اضافہ ہے۔(۱)

(غفرلہ ما تقدم من ذنبہ و ماتاخر) یہ کنایہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی گناہوں سے حفاظت کرتا ہے یعنی مغفرت درجات کی بلندی کا سبب ہوتی ہے۔

امام نوویؒ کہتے ہیں کہ سوال کیا جاتا ہے کہ جب وضو گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے تو نماز کس کا کفارہ بنتی ہے۔ علماء کرام نے اس کا جواب دیا کہ ہر چیز میں کفارہ بننے کی صلاحیت ہے۔ اگر صغیرہ گناہ ہیں تو ان کا کفارہ بن جائے گی اور اگر چھوٹا بڑا گناہ کیا ہی نہیں تو اب اس کے بدلے نیکیاں لکھی جائیں گی اور درجات بلند کئے جائیں گے اور اگر بڑے گناہ کئے اور چھوٹے نہیں تو ہمیں امید ہے کہ اللہ بڑے گناہوں میں بھی رعایت کردے گا۔

(۱) اوجز المسالک، ۲: ۲۸۶

الحدیث الرابع

من ادرک رمضان بمکة فصامه و قام منه بما تیسر کتب الله له مائة الف شهر رمضان (۱)

''جس نے مکہ میں رمضان کو پایا اور اس کا روزہ رکھا اور جتنا ممکن ہوا قیام کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ رمضان کے مہینوں کا اجر لکھ دیتا ہے۔''

الحدیث الخامس

قال رسول الله ﷺ لقد أظلکم شهر کم هذا بمحلوف رسول الله ﷺ ما مر بالمسلمین شهر خیر لهم منه و لا مر بالمنافقین شهر شر لهم منه بمحلوف رسول الله ﷺ ان الله لیکتب اجره و نوافله قبل ان یدخله. رواه ابن خزیمة فی صحیحه

''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (تاکید کے ساتھ) کہ تم پر یہ مہینہ سایہ فگن ہوا مسلمانوں پر اس سے بہتر مہینہ نہیں گزرا اور منافقوں پر اس سے برا مہینہ نہیں گزرا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے تاکیداً یہ فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کا اجر اور نفل اس کے داخل ہونے سے پہلے لکھ دیتا ہے۔''

تراویح کی حالت

(الف) نمازِ تراویح کی نیت

تراویح کی نیت یوں کرنی چاہیے کہ دو رکعات سنت قیام رمضان یا سنت تراویح اگر تعداد کا نام نہ بھی لیا جائے تو تب بھی ٹھیک ہے اور یہی قابل اعتماد قول ہے جیسے کہ

(۱) ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۴۱

''صاحب الاعانة' کے مصنف نے لکھا ہے۔ اس پر ابن حجرؒ نے ''الحفه' اور الماوردیؒ نے ''البهجة'' کے اندر ترمسیؒ نے اپنے حاشیے کے اندر لکھا ہے کہ النوویؒ نے اپنی کتاب ''الروضة'' میں اس کے خلاف لکھا ہے یعنی ایک ہی مرتبہ نیت کرنا نہیں بلکہ ہر دو رکعات تراویح کی نیت کرے۔ ہر سلام کے اندر دو رکعات تراویح کی نیت کرے۔

''انوار'' میں اس پر یہ سوال کیا گیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ہر دو رکعات میں سنت تراویح کی نیت کرے جیسے ''فتاوی القاضی'' میں لکھا ہے کیونکہ رکعات کی تعداد بیان کرنا ضروری نہیں اور امام ''الرملیؒ'' نے اور ''خطیبؒ'' نے اس سوال پر غور نہیں کیا اسی لئے انہوں نے ''الروضة'' کے اندر جو لکھا ہے اس کی تائید کی ہے۔(۱)

ہمیں غور کرنا چاہئے ''التوشیح'' میں ہے کہ مطلقاً نیت ٹھیک نہیں بلکہ لازم ہے کہ متعین نیت کی جائے کہ جیسے گزر چکا ہے تعداد کی ضرورت نہیں۔

(ب) تراویح کی رکعات

امام نوویؒ کہتے ہیں کہ دس سلاموں کے ساتھ بیس (۲۰) تراویح ہیں ہر دو رکعات ایک سلام کے ساتھ ادا کی جانی چاہئے۔ اس کے علاوہ کوئی صورت جائز نہیں اس لئے کہ اس میں جماعت مشروع ہے اور اسی وجہ سے یہ فرضوں کے مشابہ ہے لہٰذا جیسے روایات میں آیا ہے اس میں تبدیلی جائز نہیں ہے لہٰذا اگر کسی نے چار رکعت یا اس سے زائد ایک تکبیر تحریمہ اور ایک سلام کے ساتھ ادا کی تو بالکل صحیح نہیں اگر یہ عمل دانستہ اور جانتے ہوئے کرے ورنہ بطور افضل صحیح ہے۔

ہر چار رکعات کے بعد ''ترویحه'' یعنی آرام کرنا ہے جس میں تسبیح (سبحان الله) تکبیر (الله اکبر) اور تحلیل (لا اله الا الله) پڑھے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ ہر دو سلام کے بعد آرام کرتے تھے، کچھ ذکر و اذکار پڑھتے خواہ وہ حدیثوں میں آئے ہیں یا نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو قیام بہت لمبا

(۱) حاشیہ الترمسی، ۲: ۳۶۹

کرنا پڑتا تھا۔ اور یہ وجہ بھی ہے کہ تمام اذکار میں تسبیح بڑے مرتبے والی ہے، لہٰذا اس آرام کیلئے سب سے بہترین اور اچھی مصروفیت اللہ کا ذکر ہے اور وہ یوں کہے۔

سبحان الله و الحمد الله ولا اله الا الله و الله اکبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلیی العظیم.

اور یہ تین مرتبہ پڑھے یا جیسے لوگوں کا معمول اور عادت ہو اس کے مطابق پڑھے۔

بیس تراویح پر اعتراضات اور جوابات

پہلا اعتراض

مشکوۃ باب ''قیام رمضان'' اور مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت تراویح ہیں اور باقی تین وتر۔

جواب

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ حدیث مضطرب ہے اور مضطرب سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی کیونکہ اس کے راوی محمد بن یوسف ہیں۔ مؤطا میں تو ان سے گیارہ کی روایت ہے اور محمد ابن نصر مروزی نے انہی محمد ابن یوسف سے بطریق محمد اسحاق تیرہ رکعت کی روایات کی اور محدث عبدالرزاقؒ (انہی محمد ابن یوسف سے شرح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ مطبع خیریہ مصر کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہی راوی کے بیانات میں اس قدر اختلاف ہے) اس کو اضطراب کہتے ہیں، لہٰذا یہ تمام روایات غیر معتبر (Unreliable) ہے اس سے استدلال غلط ہے، دوسرا یہ کہ اگر یہ حدیث آپ کے نزدیک صحیح ہو تو آٹھ تراویح ہوئیں اور تین وتر ہوئے تو پھر تم تین وتر کیوں نہیں پڑھتے، آپ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک (نو) رکعت ہونی چاہیے کیا ایک ہی چیز کا آدھا حصہ مقبول

اور آدھا غیر مقبول ہے۔ تیسرا یہ کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں اولاً آٹھ تراویح کا حکم دیا گیا پھر بارہ کا پھر آخر میں بیس پر قرار ہوا کیونکہ مشکوۃ باب قیام رمضان میں اسی حدیث کے بعد ہے ''وکان قاری یقراء سورۃ البقرۃ فی ثمان رکعات و اذا قام بھا فی اثنتی عشر رکعة رای الناس انه قد خفف'' یعنی قاری آٹھ رکعت میں سورۃ بقرہ پڑھتا تھا اور جب اس نے وہی سورت بقرہ بارہ (12) رکعت میں پڑھی تو لوگوں نے ہلکا پن محسوس کیا۔ اس حدیث کے ماتحت مرقاۃ میں ہے۔

نعم ثبت عشرون فی زمن عمر و فی الموطا روایة باحدی عشرة وجمع بینھما انه وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث.

یعنی ان روایات کو یوں جمع کیا گیا کہ اولاً تو آٹھ رکعت کا حکم ہوا پھر بیس پر قرار ہوا پھر بیس رکعت ہی منقول ہیں چوتھے یہ کہ اصل تراویح سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور تین چیزیں سنت فاروقی ہیں۔ ا۔ ہمیشہ پڑھنا ۲۔ باقاعدہ جماعت سے پڑھنا۔ ۳۔ بیس رکعت پڑھنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیس رکعت ہمیشہ نہ پڑھیں اور نہ صحابہ کرامؓ کو باقاعدہ جماعت کا حکم دیا اور اگر آٹھ پر عمل کیا جائے تو سنت فاروقی پر عمل چھوٹ گیا اور اگر بیس پڑھی جائیں تو حضور ﷺ کی سنت آٹھ اور بیس پر بھی ہو گیا اور سنت فاروقی پر بھی عمل ہو گیا۔ اور اگر کوئی کہے کہ حضور ﷺ نے آٹھ بھی تو پڑھی ہیں تو آٹھ بھی پڑھ سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہؓ نے بیس رکعات پڑھیں اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی بیس پڑھیں۔

حدیث پاک ہے:

''تم پر میری اور صحابہؓ کی سنت فرض ہے'' تو بیس پڑھنے سے حضور اکرم ﷺ کی آٹھ رکعت کی سنت بھی ادا ہو جاتی ہے اور حضرت عمرؓ کی بیس رکعت کی سنت بھی۔ اور آپ بھی تراویح ہمیشہ اور باقاعدہ جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور یہ باتیں حضور ﷺ سے ثابت نہیں سنت فاروقی ہے لہٰذا بیس پڑھیں۔

دوسرا اعتراض:

بخاری شریف میں ہے کہ ابو سلمہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ رمضان کی راتوں میں کتنی رکعت پڑھتے تھے آپؓ نے جواب دیا۔

ما کان رسول اللہ ﷺ یزید فی رمضان و فی غیرہ علی احدی عشر رکعات.

''رسول اللہ ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد رکعات نہیں پڑھیں۔''

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے تراویح آٹھ رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھیں اور باقی وتر پڑھے بیس رکعات پڑھنا بدعت سیئہ ہے۔

جواب:

اس کے بھی چند جوابات ہیں ایک یہ کہ اس سے نماز تہجد مراد ہے نہ کہ نماز تراویح مراد ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعات سے زائد رکعات نہیں پڑھیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ وہی نماز ہے جو ہمیشہ پڑھی جاتی ہے نہ کہ نماز تراویح وہ صرف رمضان میں ہی ادا کی جاتی ہے نیز ترمذی میں اسی حدیث کیلئے باب باندھا:

باب ماجاء فی وصف صلوۃ النبی ﷺ باللیل

معلوم ہوا کہ یہ صلوۃ اللیل ہے نہ کہ نماز تراویح یعنی تہجد کی نماز مراد ہے، نیز اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ وتر سے پہلے کیوں سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہ ہماری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا'' جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعتیں سو کر اٹھ کر ادا فرماتے تھے اور وتر بھی اسی کے ساتھ پڑھتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو

تعجب ہوا کہ آپ ﷺ نے ہم کو تو وتر پڑھ کر سونے کا حکم دیا اور خود سو کر مع تہجد وتر ادا کرتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ چونکہ ہمیں سو کر اٹھنے کا بھروسہ ہے جسے بھروسہ نہ ہو وہ وتر پڑھ کر سوئے اور نمازِ تراویح سونے سے پہلے پڑھی جاتی ہے، اگر یہ نماز تراویح مراد ہوتی تو سو کر اٹھنے پر پڑھنے کا کیونکر ذکر ہوتا۔

دوسری بات یہ کہ اگر بیس رکعت تراویح بدعت سیئہ ہی تو حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ کرامؓ نے کیوں اختیار فرمائی اور خود حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کی مخالفت کیونکر نہ کی۔ ان پر کیا فتویٰ لگاؤ گے نیز آج سارے غیر مقلد پورے ماہ رمضان میں باجماعت تراویح پڑھتے ہیں، بتاؤ ان کی یہ ہمیشگی بدعت سیئہ ہے یا نہیں؟

اگر حضور ﷺ نے آٹھ تراویح پڑھیں تو صرف دو تین روز پڑھیں تم اس کی ہمیشگی کر کے کون ہوئے؟ اگر پورے متبع حدیث ہو تو سارے ماہ رمضان میں صرف تین دن تراویح پڑھا کرو۔

نیز ترمذی شریف کی روایت سے ثابت ہوا کہ مکہ والوں کا بیس تراویح پر اتفاق ہے اور مدینہ والوں کا اکتالیس پر، ان میں سے کوئی بھی آٹھ کا عامل نہیں، بتاؤ یہ سارے لوگ بدعتی اور فاسق ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو ان سے حدیث لینا کیسا؟ فاسق کی روایت معتبر (Reliable) نہیں۔

تیسری بات یہ کہ اسی حدیث سے اگر آٹھ رکعت نمازِ تراویح ثابت ہوئی تو تین رکعت بھی ثابت ہوئیں تب ہی تو گیارہ رکعت ثابت ہوں گی پھر وتر ایک کیونکر پڑھتے ہو؟ آرام کیلئے حق یہ ہے کہ آٹھ رکعات تراویح کی تصریح کہیں بھی نہیں ہے کیونکہ جہاں قیام رمضان کا ذکر ہے وہاں تعداد رکعت سے خاموشی ہے اور جن حدیث میں گیارہ کا ذکر ہے وہاں تراویح کی تصریح نہیں ہے بلکہ اس سے تہجد مراد ہے۔ تراویح کی رکعات کے مسئلے کے حوالے سے ہم مزید آئندہ صفحات میں ذکر کریں گے۔

قرأت کی مقدار

امام مالکؒ نے مؤطا میں داؤد بن حسین عن عبدالرحمٰن الاعرجؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ وہ رمضان کے مہینے میں کافروں کو لعنت کرتے تھے اور قاری آٹھ رکعت میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کرتا تھا اور قاری وہی سورت بارہ رکعات میں پڑھتا تو لوگ خیال کرتے کہ کافی رعایت ہوگئی ہے۔

امام مالکؒ نے عبداللہ بن ابی بکرؓ سے یہ روایت بھی کی ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب ہم تراویح سے فارغ ہو کر آتے تھے تو (والد) نوکروں کو جلدی جلدی کھانا تیار کرنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ صبح صادق طلوع ہونے کا ڈر تھا۔

اور مسائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور قاری دو سو آیات پڑھتا تھا یہاں تک کہ قیام لمبا ہونے کی وجہ سے ہم لاٹھی پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور صبح صادق کے وقت ہی ہم کھڑے ہوتے۔

ابی عثمان نہدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین قاریوں کو بلایا اور (انہیں تراویح پڑھانے کا حکم دیا) ان میں سب سے تیز پڑھنے والے کو حکم دیا کہ تو لوگوں کیلئے تیس آیات پڑھ اور ان میں درمیانی قرأت کرنے والے کو کہا کہ تم پچیس آیات پڑھا کر اور ان میں آہستہ پڑھنے والے کو کہا کہ تم بیس آیات پڑھ۔ ابی ابن کعبؓ اور تمیم داریؓ باری باری پڑھتے تھے۔

باجی نے کہا ہے تناوب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جہاں امام کی بات پہنچتی تھی نائب اس کو پورا کر دے، امام حسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ یہ جو فرمایا کہ امام دس کے لگ بھگ آیات پڑھے اس کی وجہ یہ ہے کہ تراویح کی رکعتوں کی پورے مہینے کی تعداد 600 بنتی ہے اگر کامل ہو یعنی اگر تیس کا مہینہ ہو اور اگر ناقص ہو تو پھر 580 اور مفسرین کے قول کے مطابق کل آیتوں کی تعداد 6666 (چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ) ہے اور

اگر ہر رکعات میں تقریباً دس آیات پڑھیں تو قرآن کریم پورے مہینے میں ختم ہو جائے گا اور بعض نے کہا ہے کہ ہر رکعات میں تیس (30) پڑھے کیونکہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا اور اس طرح تین قرآن کریم ختم ہو جائیں گے اس لیے کہ ہر دس دن کے اندر خاص فضیلت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ رمضان ایسا مہینہ ہے جس کے اول دس دن رحمت کے، درمیان والے یعنی دوسرا عشرہ مغفرت کا اور تیسرا عشرہ جہنم سے نجات حاصل کرنے کا ہے۔

اور بعض علماء نے ستائیس (27) کو قرآن پاک ختم کرنے کو مستحب قرار دیا ہے کہ شاید یہی لیلۃ القدر ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں ہے کہ آپ ایک مہینہ میں 61 قرآن پاک ختم کرتے تھے ہر رات اور ہر دن کو ایک ایک اور پوری تراویحوں میں یعنی ایک پورے ماہ میں اور 60 ساٹھ اپنے طور پر پڑھتے تھے اور اگر لوگ تنگ آ جائیں تو اس قرأت میں بھی کمی کر دینی چاہیے تاکہ لوگوں میں ذوق وشوق باقی رہے کیونکہ نمازیوں کا زیادہ ہونا لمبی قرأت سے افضل ہے، متاخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ یا ایک لمبی یا دو درمیانی یا تین چھوٹی آیات پڑھ لے۔ ''اعانۃ الطالبین ،التحفہ اور البھجۃ' کے مصنفین نے نماز تراویح کی قرأت پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابن عبدالسلام اور ابن صلاح کے فتویٰ کے مطابق قرآن کریم کو اس طرح تقسیم کر کے پڑھنا تراویح میں کہ پورے مہینے میں قرآن کریم ختم ہو جائے چھوٹی سورتوں کے پڑھنے سے افضل ہے اور ان لوگوں نے علت اس کی یہ بیان کی ہے کہ قرآن کریم کو پورے مہینے میں (تراویح میں پڑھنا) ختم کرنا سنت ہے اور اسی پر امام اسنویؒ نے اعتماد کیا ہے۔

زرکشیؒ وغیرہ نے کہا کہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ تمام مقامات جہاں کسی معین آیت کا حکم آیا ہے جیسے ''صبح کی سنت میں سورہ بقرہ کی دو آیات اور آل عمران کی دو آیات'' اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سورۃ اخلاص کا تکرار ہر رکعات میں یا کسی رکعت میں یا چھوٹی دس سورتیں پہلی رکعتوں میں اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھنا جیسے کہ خلیج عمان اور مصر والے کرتے ہیں تو اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ اگر امام حافظ قرآن

نہیں اور نہ ہی لوگ زیادہ لمبا قیام کر سکتے ہوں۔ امام حافظ قرآن ہے اور مقتدی لمبے قیام پر راضی ہیں تو اب یہ چھوٹی سورتیں پڑھنا خلاف اولی ہوگا اور محفوظ تر صورت یہ ہے کہ ختم کا طریقہ اپنایا جائے امام سبکیؒ اور ابن حجرؒ وغیرہ نے اسی کا فتوی دیا ہے۔

مفرد یا جماعت کے ساتھ ادا کرنا

امام نوویؒ نے کہا کہ تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور اس پر علماء کا اجماع اور اس کے مستحب ہونے پر بھی اجماع ہے (۱)۔ ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ گھر میں اکیلے پڑھنا یا مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب، امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور بعض مالکیہ وغیرہ نے زیادہ واضح قول میں کہا کہ افضل یہ ہے کہ تراویح کی نماز باجماعت پڑھی جائے جیسے حضرت عمر بن خطابؓ نے کیا اور ہمیشہ اسی پر مسلمانوں کا عمل رہا۔ کیونکہ یہ اسلام کے ظاہری شعار میں ہو گیا اور نماز عید کی طرح ہے اور امام مالکؒ اور یوسفؒ اور بعض شوافع جیسے عراقین اور حیدر لانی نے کہا ہے کہ افضل یہ ہے کہ نماز اکیلے گھر میں ادا کی جائے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرض کے علاوہ انسان کی افضل نماز وہ ہی ہے جو وہ گھر میں ادا کرتا ہے۔ (۲)

تراویح کی قضاء:

صحیح تر قول کے مطابق نماز تراویح اگر وقت پر ادا نہ کی جائے تو اکیلے ہو یا جماعت کے ساتھ اس کی قضا نہیں پڑھی جا سکتی اس لیے کہ قضاء واجبات اور فرائض کی خصوصیات میں سے ہے اور اگر کسی نے قضاء کی تو یہ افضل اور مستحب ہو جائے گی تراویح نہیں کہلائے گی ۔ رہ گئی نماز وتر کی بات ، تو اس میں یہ ہے کہ یہ نماز تراویح کے پہلے بھی اور بعد میں ادا کرنا جائز ہے اور افضل آخری صورت ہے یعنی تراویح کے بعد۔ واللہ اعلم۔

''اعانۃ الطالبین'' کے مصنف نے کہا ہے کہ تعلیل مذکورہ سے یہ بات حاصل

(۱) قلیوبی وعمیری، ج۱ص ۲۱۶

(۲) شرح مسلم ج۶ ص ۳۹۔ شرح المنہاج ج۱ص ۲۲۶

ہوتی ہے کہ قرأت میں قیام حضور قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ کرنا چاہیے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے ہمارے زمانے میں عادت بنا لی ہے کہ جلدی جلدی نماز ادا کر کے فجر کرتے ہیں۔

سید عبداللہ بن علوی الحداد نے ''النصائح'' میں کہا ہے کہ حد سے زیادہ ہلکی پھلکی نماز سے پرہیز کرنا چاہیے جس کو اکثر جاہل لوگوں نے نماز تراویح میں عادت بنا لی ہے یہاں تک کہ واجبات کی ادائیگی میں بھی کوتاہی کرتے ہیں رکوع وسجود میں سکون اور سورۃ فاتحہ کو اس طرح پڑھنا جس طرح پڑھنے کا حق ہے یعنی ضروری ہے وہ اس میں بھی صحیح ادائیگی نہیں کرتے اور یہ سب کچھ جلد بازی کی وجہ سے ہوتا ہے تو ان میں سے نہ تو کوئی اللہ کے نزدیک نماز ادا کرنے والا ہوا کہ اس کو ثواب ہو اور نہ ہی اس کو چھوڑنے والا کہ کم از کم اس کے چھوٹنے کا اعتراف کرے یہ اور اس سے ملتے جلتے اہل ایمان کیلئے شیطان کے بڑے بڑے دھوکے ہیں کہ عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع کرتا ہے سو اس سے بچنا چاہیے اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

مسلمان بھائیو!

جب تم تراویح اور دوسری نماز پڑھنے لگو تو قیام تمام ارکان قرأت اور رکوع وسجود خشوع اور حضور قلب کے ساتھ ادا کیا کرو اور شیطان کا اپنے اوپر بس نہ چلنے دو یعنی مسلط نہ ہونے دو۔ کیونکہ اس کا تسلط ایمان والوں پر اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں پر نہیں چلتا۔

سوتم بھی ان میں شامل ہو جاؤ کہ ان کی گرفت تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور اس کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں سو تم ان میں شامل نہ ہو جاؤ۔

دوبارہ ادائیگی:

اس کا مطلب یہ کہ تراویح کے بعد نماز پڑھے یا تراویح کے بعد تراویح ہی ادا کرے سو جب امام احمد بن حنبلؒ سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ''کہ اللہ ایسے لوگوں سے راضی ہوتا ہے کیونکہ خیر ہی کی اُمید رکھ کر اس کی طرف جا رہے ہیں یا پھر کسی

شر سے بچنے کیلئے یہاں تک کہ امام احمدؒ نے فرمایا کہ صحیح ہے اور ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔(۱)

تراویح کی تعداد اور علماء کے اقوال

تراویح کی رکعات کی تعداد بیس (۲۰) ہے اس میں ساری امت اور آئمہ کا اتفاق ہے کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا اختلاف اس سے زائد میں ہے یہی امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام داؤد ظاہریؒ وغیرہ کا قول ہے امام کاسانیؒ نے ''البدائع'' میں کہا ہے کہ یہی قول علماء کا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے اور چاروں آئمہ میں سے کسی نے بھی بیس سے کم کا قول نہیں کہا بلکہ امام مالک سے جب حاکم نے تراویح کم کرنے کو کہا تو آپ نے منع فرمایا اور اس کو ڈانٹتے اور رد کرتے ہوئے کہا ''کہ میں نے لوگوں کو اسی پر عمل کرتے ہوئے دیکھا اور قدیم زمانہ سے لوگ اسی پر عمل پیرا ہیں''۔ اس بات کو ''اوجز المسالک'' کے مصنف نے بیان کیا ہے اور اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے کہ ''اس سے معلوم ہوا کہ چار اماموں میں سے کسی نے پہلے مشہور قول کے مطابق بیس تراویح سے کم کا قول نہیں کیا کیونکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس پر اجماع سکوتی رہا ہے اور یہی تمام علماء کا مذہب ہے۔

امام شعرانیؒ نے اپنی ''کشف الغمۃ'' میں کہا کہ بیس تراویح اور تین وتر وہ عمل ہے جس پر امت متفق ہوگئی جو اس کے خلاف بات کرے گا وہ اجماع امت کو توڑنے والا ہے۔(۲)

بیس تراویح ابن جبرؓ سے بھی مروی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر اہل علم کا اس پر عمل بتایا ہے۔ یعنی اہل علم نے بیس رکعات تراویح پڑھی ہیں۔

---

(۱) المغنی والشرح الکبیر ج۱ص ۷۹۷

(۲) کشف الغمۃ ج۱ص ۱۴۷۔

حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور باقی صحابہؓ کرام سے بھی یہی مروی ہے یہی ابو حنیفہؒ، ابو یوسفؒ، زفر اور محمدؒ کا قول ہے۔ امام بدر الدینؒ نے فرمایا کہ تابعین میں سے اس کے قائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شتیر بن مشکل اور ابن ابی ملیکۃ حارث ہمدانی، عطا بن ابی رباح ابوالبختری، سعید بن ابی الحسن بصری کے بھائی، الصمد بن ابی بکر وعمران العبدی رحمہم اللہ ہیں۔ علامہ ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور یہی قول کوفیوں کا ہے (احناف کا ہے) شافعی اور اکثر فقہاء کا ہے اور یہی مسلک صحیح ہے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور صحابہؓ میں اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں۔ (۱)

"المغنی" میں فرمایا کہ رمضان المبارک میں تراویح ادا کرنا یہ سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے پھر مصنف نے رمضان المبارک میں قیام تراویح کی روایتوں کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ (مصنف) ابو عبداللہؒ کے نزدیک مذہب مختار یہ ہے کہ بیس رکعات تراویح ادا کی جائیں اور یہی قول امام ثوریؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور مشہور تر قول کے مطابق امام مالکؒ کا ہے۔ امام مالک بن انسؒ کی ایک روایت ہے کہ اہل مدینہ چھتیس (36) رکعات ادا کرتے تھے اس کی علت (وجہ) یہ ہے کہ اس میں حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم ہے اور اس میں اہل مکہ کی موافقت بھی ہے کیونکہ اہل مکہ ہر دو ترویحوں کے بعد طواف کرتے تھے (۲)۔ جب حافظ عراقی مسجد کی امامت پر مقرر ہوئے تو انہوں نے اہل مدینہ کی پرانی سنت کو دوبارہ زندہ کیا کیونکہ اکثریت کا اس پر عمل تھا تو آپ پہلی رات کے پہلے حصے میں بیس رکعات عادت کے مطابق ادا کرتے تھے پھر رات کے دوسرے حصے میں سولہ (16) رکعات ادا کرتے تھے ایک قرآن بیس رکعات والی نماز میں ختم ہوتا یعنی پورے رمضان میں دو قرآن ختم کر کے ایک بیس والی نماز میں اور ایک سولہ والی نماز میں اور اہل مدینہ میں یہ عمل ان کے بعد بھی اور آج تک بھی ہے۔ اسود بن زید چالیس (40) رکعات تراویح اور سات (7) وتر پڑھتے تھے اس کو ابن شہبہؒ نے روایت کیا ہے۔

---

(۱) عمدۃ القاری

(۲) ترح التثریب ج ۳ ص ۹۸

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ

حافظ امام عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تیئس (بیس تراویح اور تین وتر) کی روایت معتبر ہے۔ اور امام مالکؒ کی روایت جس میں گیارہ رکعات (آٹھ تراویح اور تین وتر) مذکور ہیں وہم ہے۔ امام مالکؒ کے سوا دوسرے محدثین نے اکیس رکعتیں بتائی ہیں اور مالک کے سوا کسی ایسے محدث کو نہیں جانتا جس نے گیارہ رکعات کی حدیث کا ذکر کیا ہو۔ (۱)

امام محمد غزالیؒ

امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

تراویح (۲۰) رکعات ہے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ مشہور ومعروف ہے تراویح سنت موکدہ ہے۔

قطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"نماز تراویح جو حضور سرور کونین ﷺ کی سنت ہے۔ بیس رکعت ہے۔" (۲)

امام ابن قدامہ حنبلیؒ

امام ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں:

امام احمدؒ کے نزدیک بیس رکعات مختار ہیں۔ سفیان ثوریؒ، امام ابو حنفیہؒ اور امام شافعیؒ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ اور امام مالکؒ چھتیس (36) رکعت کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ ایک امر قدیم ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو

---

(۱) المصابیح مترجم مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ص ۱۵

(۲) غنیۃ الطالبین، ۴۶۴، ۵۶۷

حضرت ابی بن کعب ؓ کی اقتداء پر جمع کیا تو وہ بیس رکعت ہی پڑھایا کرتے تھے۔

علامہ سبکیؒ

علامہ سبکیؒ ''منہاج'' میں لکھتے ہیں کہ اس بات کا یقین کرلو کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے ان راتوں میں کتنی کتنی رکعت پڑھائیں اور ہمارا مذہب 20 رکعات پڑھنے کا ہے۔(۱)

امام نوویؒ

امام محی الدین نوویؒ فرماتے ہیں یاد رکھو کہ نماز تراویح سنت ہے تمام مسلمان اس مسئلہ پر باہم متفق ہیں اور یہ بیس رکعات ہے۔

شیخ ابن تیمیہ

شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ حضرت ابی ابن کعبؓ رمضان میں تراویح کی بیس رکعات اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔ اسی بنا پر اکثر علماء بیس (20) رکعات کو ہی سنت قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ابی حضرات مہاجرین و انصار کی جماعت میں بیس رکعت کا قیام فرماتے تھے اور ان حضرات میں سے کسی نے بھی کبھی انکار نہ کیا۔(۲)

علامہ عینیؒ

علامہ بدر الدین عینیؒ شارح بخاری بھی بیس رکعت کے قائل تھے۔ چنانچہ انہوں نے شرح بخاری میں اس کے بڑے بڑے دلائل قلمبند کئے اسی سلسلے میں وہ لکھتے ہیں (عینی شرح بخاری) حافظ ابن عبدالبرؒ نے فرمایا ہے کہ جمہور علماء کا قول بیس رکعات کا

---

(۱) المصابیح مترجم، مطبوعہ امرتسر: ۱۴

(۲) فتاوی، ابن تیمیہ ا: ۱۸۶

ہے۔ اور مجتہدین کوفہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد اور سفیان ثوریؒ اور شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے اور حضرت ابی بن کعب ؓ سے بھی صحیح طور پر یہی ثابت ہوا ہے۔ اور کوئی صحابی اس مسلک کے خلاف نہیں گیا۔

علامہ شیخ ابن حجر عسقلانیؒ

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: اور شاید صحابہ کرامؓ نے کسی وقت قیام کی طوالت کو مختصر کرکے اور رکعتیں بڑھا کر بیس کردیں اور پھر بیس (20) پر ہی عمل مستحکم واستوار ہوگیا۔(۱)

امام عبدالوہاب شعرانیؒ

امام عبدالوہاب شعرانیؒ لکھتے ہیں:

''اور اسی قبیل سے امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے اقوال ہیں کہ نماز تراویح ماہِ رمضان مبارک میں بیس رکعت ہے اور اس کا باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔(۲)

علامہ شامیؒ

علامہ ابن عابدین شامی الدرالمختار کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

''تراویح بالاجماع سنت مؤکدہ ہے۔ کیونکہ اس پر خلفائے راشدینؓ نے مواظبت (ہمیشگی) فرمائی اس کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے اور اس کی رکعات بیس (20) ہیں یہی جمہور علماء کا قول ہے اور اسی پر شرق وغرب کے مسلمانوں کا عمل ہے۔(۳)

---

(۱) المصابیح: ۱۶ (۲) میزان شعرانیؒ: ۱۵۳

(۳) درالمختار، ا: ۵۱۱

تراویح کے فوائد اور بیس رکعات کی حکمت

۱۔ گناہوں کی معافی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه و ما تأخر(۱)

”جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا (یعنی تراویح ادا کی) اس کے پچھلے اور اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

۲۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ایک مقام پر ملتا ہے۔ جس میں مقاصد شریعت پورے ہوتے ہیں (یعنی مسلمانوں کا میل ملاپ اور نیکوں میں سبقت کا جذبہ ایک دوسرے کے دکھ میں شریک ہونا اور باخبر ہونا)۔

۳۔ اس سے رات کے پہلے پہر اور پچھلے پہر اٹھنے کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

۴۔ مسلمان کو بیس رکعات پڑھنے سے حدیث میں مذکور قیام کا ثواب اور فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن جس آدمی نے بیس رکعات سے کم کیا اس کا کامل ثواب کم ہو جاتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ شارع حکیم نے مسلمانوں کیلئے گیارہ رکعتیں سارے سال کیلئے مقرر کیں لہٰذا مسلمانوں کا حصہ رمضان میں دوگنا ہونا چاہئے۔ پورے سال میں ضروری نماز بیس رکعات ہے یعنی صبح کے دو فرض ظہر کے چار، عصر کے چار، مغرب کے تین، عشاء کے چار فرض اور تین وتر (2+4+4+3+4+3) باقی مہینوں میں ایک فرض ادا کیا جاتا ہے تو وہی رمضان میں ادا ہوا فرض گیارہ مہینوں کے ستر فرائض کے برابر ہوتا ہے۔ رمضان کی نفلی عبادات اجر وثواب میں گیارہ مہینوں کے فرائض کے برابر ہے لہٰذا رمضان میں بیس تراویح سنت ادا کرنے سے گیارہ مہینوں کے بیس فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(۱) وزیادة ”وما تأخر“ فی روایة عند احمد

باب دوم

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نمازِ تراویح

(الف) صورت حال:

ابو ذرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ رات گزاروں اور آپ کی نماز کی طرح نماز ادا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ سو رسول اللہ ﷺ غسل کیلئے اٹھے، کپڑے سے ستر کیا، میں نے دوسری طرف رخ کر لیا آپ ﷺ نے غسل کیا پھر میں نے ایسا کیا پھر آپ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوئے میں بھی ان کے ہمراہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی لمبی نماز کی وجہ سے میرا سر دیوار سے ٹکراتا تھا پھر آپ ﷺ کی خدمت میں نماز کی اطلاع دینے کیلئے بلالؓ آئے سرکار نے (حضرت بلالؓ سے) فرمایا کہ تم نے بھی یہ سب کچھ کیا عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا بلال تو اذان دیتا ہے جب صبح کی روشنی آسمان سے سیدھی اوپر آتی ہے حالانکہ یہ صبح نہیں صبح تو وہ ہے جب روشنی پھیل جائے پھر آپ ﷺ نے سحری کا کھانا منگوایا ور سحری کی۔ اس کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس میں رشدین بن سعد ثقہ ہیں۔ (۱)

حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے پورے مہینے آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا۔ یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے پھر آپ ﷺ نے قیام کروایا یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر گئی جب چھ دن باقی تھے (یعنی ایک دن کے بعد) تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا جب پانچ دن باقی رہ گئے پھر آپ ﷺ نے ہمیں قیام کروایا۔ یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا یا نصف رات گزر گئی۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ ہمارے لیے اس رات کا قیام اضافی طور پر مقرر کر دیں؟ فرمایا جب کوئی آدمی امام کے ساتھ نماز (عشاء) پڑھ کر واپس ہوتا ہے تو اسے ساری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے چوتھا دن جب آیا تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہ کروایا یہاں تک کہ ایک تہائی رات باقی رہ گئی۔ جب نواں دن آیا (یعنی آخر عشرہ کا) تو آپ ﷺ نے سارے گھر کے اہل و عیال اور باقی

(۱) مجمع الزوائد ۲/۷۲

لوگوں کو جمع کیا اور پھر ہمیں قیام کروایا یہاں تک کہ ہم (طول قیام کی وجہ سے) ڈرے کہ صبح کی نماز فوت ہو جائے گی پھر حضور ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا۔ اس کو ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ (۱)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ماہ رمضان میں نماز پڑھاتے تھے تو لوگ آئے تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور ہلکی پھلکی نماز ادا کرواتے تھے پھر گھر تشریف لے جاتے اور وہاں نماز ادا کرتے تو میں نے کہا کہ آپ نماز پڑھتے پھر تشریف لے جاتے؟ فرمایا کہ میں نے یہ سب کچھ تمہاری خاطر کیا ہے۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اس کے رجال صحیح ہیں یعنی اس کو روایت کرنے والے لوگ صحیح احادیث روایت کرنے والے ہیں۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ طول قیام کیا کرتے تھے۔ اس کی زیادہ کامل وضاحت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے ہوتی ہے ”حضور ﷺ چار رکعت پڑھتے اور مت پوچھ کہ کتنی خوبصورت اور لمبی پھر چار رکعت پڑھتے مت پوچھ کہ کتنی خوبصورت اور لمبی پھر تین پڑھتے تھے۔“

حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے ایک رات آپ ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ پڑھی میں نے (دل میں) کہا کہ سو آیات پڑھ کر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ جاری رہے پھر میں نے (دل میں) کہا کہ پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے پھر آپ ﷺ قرأت کرتے رہے پھر میں نے (دل میں) کہا کہ بقرہ پڑھ کر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ نے آل عمران شروع کر دی وہ بھی پڑھ دی پھر نساء پڑھ لی اور بڑے ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے کسی آیت میں تسبیح آتی تو آپ ﷺ ”سبحان اللہ“ فرماتے کسی آیت میں سوال آتا تو وہ بھی مانگتے کسی آیت میں تعوذ آتا تو آپ ﷺ ”اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ پڑھتے پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا پھر آپ ﷺ

(۱) اوجز المسالک ج۲ص۱

(۲) اوجز المسالک ج۲ص۱۰۶

نے ''سبحان ربی العظیم'' پڑھنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا رکوع بھی اتنا ہی لمبا تھا جتنا کہ قیام پھر آپ ﷺ نے ''سمع اللہ لمن حمدہ'' پڑھا پھر دیر تک کھڑے رہے کہ رکوع کے برابر پھر سجدہ کیا اور ''سبحان ربی الاعلی'' کہا تو آپ ﷺ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا۔ حدیث جریر میں ان الفاظ کے ساتھ اضافہ ہوا ہے ''ربنا لك الحمد''(۱)

یاد رکھو! جو شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ تراویح آٹھ ہیں یا گیارہ ہیں اسے تراویح اس طرح ادا کرنی چاہیے جس طرح حضور ﷺ نے کی کیونکہ جو آدمی شریعت کے کسی حکم کو لے تو یہ مناسب نہیں کہ اس کا ایک کنارہ لے اور دوسرا چھوڑ دے۔ یہ تو آرام طلب آدمی کا عمل ہے جو رخصتوں کو لیتا ہے اور حقائق کو جھٹلاتا ہے کیونکہ یہ صحیح عمل نہیں کرتا۔

نماز تراویح کی رکعات کی تعداد

پہلی حدیث

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے (تہجد) کے باب میں حضرت عروۃ بن الزبیر علی عائشہؓ سے روایت کیا ہے ''کہ آپ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھائی اور آپ ﷺ کے ہمراہ دوسرے لوگوں نے بھی نماز ادا کی اور پھر آپ ﷺ نے دوسری رات نماز ادا کی تو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ کثیر تعداد میں شامل ہو گئے۔ پھر تیسری رات لوگ جمع ہوئے رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہ لائے صبح فرمایا ''میں نے تمہارے عمل کو دیکھا تو تمہارے پاس باہر آنے سے صرف یہ چیز خوف رکاوٹ بنی کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔ یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔ (۲)

اس حدیث سے کیا معلوم ہوا

۱۔ اس حدیث نے رکعات کی تعداد نہیں بتائی جو آپ ﷺ نے ادا فرمائی۔

(۱) رواہ مسلم ج ۱ ص ۵۱۷

(۲) نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۵۲

۲۔ ظاہری حدیث بتائی ہے کہ رکعات کی تعداد دونوں راتوں کے برابر تھی۔

۳۔ نفل نماز جماعت کے ساتھ جائز ہے اور اس میں مذہب مختار یہ ہے کہ اکیلے پڑھنی چاہیے سوائے خاص نفلوں کے مثلاً عید، کسوف، استسقاء اور تراویح یہ جمہور کے نزدیک با جماعت پڑھنا جائز ہے۔

۴۔ مسجد میں نفل جائز ہیں۔

۵۔ اس آدمی کا مقتدی بننا بھی صحیح ہے جس نے اس کی امامت کی نیت نہیں کی۔

۶۔ خرابی ''بوجھ'' کو ٹالنا بھلائی حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ دو مصلحتوں کا شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے اعتبار کیا۔

۱) یہ نماز مسجد میں قائم کرنا بہتر ہے اور آپ ﷺ نے اسے کیا

۲) جب ان (مسلمانوں) پر فرضیت کا خوف آنے لگا تو آپ ﷺ نے بڑی خرابی کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا مثلاً اس کا عاجز آ جانا اور فرض کا ترک کر دینا۔

۷۔ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ لیڈر اور قوم کا رہنما اپنے پیروکاروں کی توقع کے خلاف کسی عذر کی وجہ سے کوئی کام کرے تو ان کے سامنے اس کا ذکر کر دے تاکہ ان کے دل خوش ہو جائیں اور معاملہ سدھر جائے کہ کہیں وہ اس کے خلاف نہ سوچنے لگ جائیں اور بسا اوقات اس سے بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

۸۔ یہ بھی امکان ہے کہ قیام اللیل کی فرضیت سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ کہیں نماز تہجد کو مسجد میں با جماعت فرض نہ کر دیا جائے۔

۹۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ جو کوئی اپنے اوپر کوئی چیز لازم کر لے وہ لازم ہو جاتی ہے۔

دوسری حدیث

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور ﷺ کی رمضان میں نماز کیسی ہوتی تھی تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے